داستان یوسف

سبق آموز پہلو (۲)

پروفیسر ابو مسعود حسن علوی

حضرت یوسف کی سیرت کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ انسانی زندگی میں سب سے بڑی قوت اس کی سیرت کی فضیلت ہے کہ اگر یہ فضیلت موجود ہو تو پھر اس کے لیے فتح وکامرانی کا حصول کوئی امر دشوار نہیں رہتا۔ دنیا کی ساری رکاوٹیں اس کی راہ روک لیں جب بھی وہ اپنی راہ نکال لے گا۔ دنیا کے سارے سمندر اور پہاڑ اس کی راہ میں حائل ہوجائیں جب بھی اس کی رفتار نہیں رکے گی حوادث و وقائع اس پر قابو نہیں پاسکتے۔ احوال وظروف اس پر غالب نہیں آسکتے۔ افراد و جماعات کی کوششیں اسے مسخر نہیں کرسکتیں۔ اس کے لئے ہر حال میں کامرانی ہے۔ اس کے لیے ہر گوشہ میں فتحمندی ہے۔ اس کے لیے ہر طاقت پر فرمانروائی ہے۔ وہ اعمال ونتائج کی اس امتحان گاہ میں صرف اس لئے ہے کہ سربلند ہو۔ عجز ودرماندگی کی آلودگی اسے کبھی چھو نہیں سکتی۔

سترہ برس کا ایک کم سن لڑکا باپ کی آغوش محبت سے جبراً چھین لیا جاتا ہے اور اچانک اپنے آپ کو نئے آقاؤں کے درمیان پاتا ہے لیکن صبر وسکون کے ساتھ نئے ماحول کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیتا ہے۔ عزیز مصر کی خدمت میں ایک غلام کی حیثیت سے ایسی وفاداری اور خدمت گزاری کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ عزیز اس کا گرویدہ اور دلدادہ بن جاتا ہے۔

اگر حضرت یوسف نے مصائب و محن کی پہلی ہی منزل میں صبر' عزم' اعتماد نفس اور توکل علی اللہ کی یہ روح اپنے اندر نہ پیدا کرلی ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ اس منزل تک پہنچ سکتے جو آخر کار انہیں حاصل ہوئی۔ عزیز مصر نے اسی تاثر کی بنا پر اپنی بیوی سے کہا:

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا (۲۱)

(اسے عزت سے ٹھہراؤ ممکن ہے کہ یہ ہمیں نفع دے جائے یا اسے ہم بیٹا بنالیں)۔

پھر امراۃ العزیز کا معاملہ رونما ہوتا ہے۔ پہلے آزمائشیں تھیں مگر یہ آزمائش جذبات کی تھی اور انسان کے لیے سب سے بڑی آزمائش جذبات ہی کی ہوتی ہے۔ وہ سمندر کی موجوں سے ہراساں نہیں ہوتا، پہاڑ کی چٹانوں سے نہیں گھبراتا، آسمان کی بجلیوں سے نہیں لرزتا، درندوں کے مقابلے سے منہ نہیں موڑتا، تلواروں کے سائے میں کھیلنے لگتا ہے لیکن نفس کی ایک چھوٹی سی ترغیب اور جذبات کی ایک ادنیٰ سی موج کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

لیکن حضرت یوسف کی سیرت کی چٹان یہاں بھی متزلزل نہ ہوسکی۔ انکی بے داغ فضیلت پر نفس انسانی کا سب سے بڑا فتنہ بھی دھبہ نہ لگا سکا۔ امراۃ العزیز کی اس دعوت عیش، دیوانگی کی طلب اور دل باختگی کے تعاقب میں جو کچھ ان کی زبان سے نکلا وہ کیا تھا

مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ (۲۳)

خدا کی پناہ بے شک وہ یعنی تیرا شوہر میرا پرورش کنندہ ہے مجھے عزت سے ٹھکانہ دیا بیشک ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاسکتے۔

امانت داری، راست بازی اور ادائے فرض کی روح اس طرح ان پر چھائی ہوئی تھی کہ ہر موقع پر وہی سامنے آتی تھی۔ اس کے بعد زنان مصر کا معاملہ پیش آتا ہے۔ اب حضرت یوسفؑ کا سامنا مصر کی تمام فتنہ گران حسن سے تھا مگر یہاں بھی کیا نتیجہ نکلا۔

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ (۳۱)

انہوں نے کہا! اللہ! اللہ! یہ تو بشر نہیں ہے، یہ تو کوئی فرشتہ بڑے درجے کا ہے۔

لیکن اب یوسف کو ناکردہ گناہ کے جرم میں سزا دی جارہی ہے۔

حضرت یوسف کے لیے قید کی سزا اس لئے لائی جارہی ہے کہ وہ جرم و معصیت سے کیوں اپنے آپ کو روک رہے ہیں۔ لوگوں کو قید وبند کی مصیبت اسوقت برداشت کرنا پڑتی ہے کہ جب وہ عیش حیات ڈھونڈتے ہیں لیکن حضرت یوسفؑ کو اس لئے قید خانے کی دھمکی دی جارہی ہے کہ وہ عیش وعشرت سے منہ موڑ کر صرف حق پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ ایمان کامل کا معیار یہ ہے کہ جب ان کے سامنے دو باتیں پیش کی گئیں: زندگی کا عیش مگر معصیت حق کے ساتھ اور دوسری زندگی کے شدائد مگر حق اور راست بازی کے ساتھ، تو ان کا فیصلہ قطعی اور بغیر کسی تامل کے یہ تھا:

اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ (۳۳)

قید خانہ مجھے محبوب ہے مگر وہ بات نہیں جس کی مجھے دعوت دی جارہی ہے۔

قید وبند کی زندگی حضرت یوسف کے اوصاف کو نمایاں کردیتی ہے۔ قید خانے میں تبلیغ حق کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں سے اس مبارک کام کا آغاز کردیا جاتا ہے۔ قید خانے میں آنے والے دو نئے قیدی جو بادشاہ کے خاص مقربین میں سے ہیں' اپنے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں ۔ تعبیر بیان کرنے سے پہلے قیدیوں کو بتاتے ہیں۔

اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ (۳۷)

(میں نے اس قوم کے طریقہ کو ترک کردیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتی اور آخرت کا انکار کرتی ہے)

دین حق کی دعوت کا آغاز کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۳۹)

اے قید خانہ کے ساتھیو! کیا جدا جدا معبودوں کا ہونا بہتر ہے یا ایک اللہ کا جو یگانہ اور سب پر غالب ہے۔

قیدیوں کے خواب کی تعبیر ایک کی موت اور دوسرے کی دوبارہ اپنے منصب پر بحالی تھی ۔ چنانچہ اپنے منصب پر دوبارہ بحال ہونے والے سے آپ نے فرمایا: (اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ) یعنی اپنے آقا کے پاس مجھے یاد رکھیو یعنی میری تعلیم ودعوت کو یاد رکھیو 'لیکن آپ نے اسے اپنی رہائی کے بارے میں کچھ نہیں کہا ۔ اس سے اگلا مرحلہ تھا فرعون کا خواب دیکھنا اور رہا ہونے والے قیدی کا قیدخانہ میں حضرت یوسفؑ کے پاس خواب کی تعبیر کے لیے حاضر ہونا ۔ حضرت یوسف نے خواب کی تعبیر کے ساتھ درپیش ہولناک مصیبت سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر کا بھی ذکر کیا ۔ یوسفؑ اگرچہ بے گناہ قید خانے میں مقید تھے لیکن اس موقع پر بھی انہوں نے اپنی رہائی کو قطعاً" پیش نظر نہ رکھا بلکہ ایک محسن کی حیثیت سے صرف بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کے بارے میں سوچا ۔ خواب کی تعبیر سن کر فرعون نے رہائی کا حکم دیتے ہوئے دربار میں طلب کیا ۔ لیکن حضرت یوسف نے کہا کہ رہائی سے قبل میرے معاملے کی تحقیق کی جائے۔ یہ امر حضرت یوسفؑ کی خودداری عزت نفس اور اور اخلاقی بلندی کا ایسا نمونہ ہے جو مشکل سے کہیں مل سکے گا ۔ بادشاہ نے زنان مصر سے حقیقت حال دریافت کی تو سب نے بیک زبان اقرار کیا:

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ (۵۱)

حاشا للہ ہم نے اس میں برائی کی کوئی بات نہیں پائی۔

اب عزیز کی بیوی کو برملا کہنا پڑا۔

اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۵۱)۔

جو حقیقت تھی وہ اب ظاہر ہوچکی ہے ہاں وہ میں ہی تھی جس نے یوسف پر ڈورے ڈالے تھے کہ دل ہار بیٹھے بلاشبہ وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے۔

فرعون حضرت یوسف ؑ کے بارے میں اس انکشاف سے بہت متاثر ہوا اور حکم دیا:

" ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ " (۵۴)

اسے جلد میرے پاس لاؤ کہ میں اسے خاص اپنے کاموں کے لیے مقرر کروں۔

پھر یوسف ؑ سے ملاقات کے بعد فرعون اتنا متاثر ہوا کہ فوراً" اعلان کر دیا:

اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (۵۴)

بلاشبہ آج کے دن تو ہماری نگاہوں میں بڑا صاحب اقتدار اور امانتدار ہے۔

اس اعلان کے بعد فرعون نے قحط سالی کے بارے میں حضرت یوسف ؑ سے پوچھا کہ اس کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں تو آپ نے فرمایا:

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ (۵۵)

یوسف نے کہا: اپنے خزانوں پر مجھے مختار بنائیے' میں حفاظت کرسکتا ہوں اور اس کام کا جاننے والا ہوں۔

چنانچہ فرعون نے فی الفور حضرت یوسف ؑ کو سرزمین مصر کا مختار کل مقرر کردیا۔ حضرت یوسف کا یہ مطالبہ ذاتی اقتدار کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو قحط سالی کی تباہی سے بچانے کے لیے تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف ؑ نے حسن تدبر سے کام لے کر مخلوق کو قحط سالی کے عذاب سے نجات بخشی اور ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

اس طرح اللہ نے حضرت یوسف ؑ کو تمکین فی الارض عطا کی اور فرمایا:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (آیۃ ۵۷)

اور اس طرح ہم نے سرزمین مصر میں یوسف کے قدم جما دیے کہ جس جگہ سے چاہے، حسب مرضی رہنے سہنے کا کام لے۔ ہم جسے چاہتے ہیں اسی طرح اپنی رحمت سے فیض یاب کردیتے ہیں اور نیک عملوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتے اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور بد عملیوں سے بچتے رہے، ان کے لیے تو آخرت کا اجر اس سے کہیں بہتر ہے۔

حضرت یوسفؑ کی مصری زندگی کے دو انقلاب انگیز مرحلے تھے۔ ایک جب وہ غلام ہو کر بکے اور پھر عزیز کی نظروں میں ایسے مقبول ہوئے کہ اس کے مختار بنے۔ دوسرا جب قید خانہ سے نکلے اور نکلتے ہی حکمرانی کی مسند پر جاپہنچے اور اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا کہ ملک مصر اور اس کے گردو نواح قحط سالی کے مصائب اور پریشان حالیوں سے محفوظ رہے۔ قحط سالی سے کنعان میں حضرت یعقوبؑ کا خاندان بھی متاثر ہوا۔ چنانچہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو غلہ کی خریداری کے لیے مصر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ نمودار ہوا کہ وہی بھائی جنہوں نے یوسف کو کنویں میں ڈالا اور فروخت کیا تھا، اب اسی کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے انہیں فوراً پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے کہ مصر کے تخت شاہی پر ان کا وہی بھائی متمکن ہے جسے انہوں نے کنویں میں ڈالا تھا۔ ارشاد باری ہے:

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (۵۸)

اور پھر ایسا ہوا کہ قحط سالی کے زمانے میں یوسفؑ کے بھائی (غلہ خریدنے مصر) آئے وہ جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے فوراً ان کو پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہ پہچان سکے۔

حضرت یوسفؑ نے ان سے ان کے خاندان کے حالات تفصیل سے پوچھے اور انہیں ان کی ضرورت کے مطابق غلہ دے دیا اور ان سے کہا: اگر تمہیں دوبارہ آنا پڑے تو اس چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لاؤ جس کا ذکر تم نے مجھ سے کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ (۵۹-۶۰)

اور جب یوسف نے ان کا سامان مہیا کردیا تو کہا اب کے آنا تو اپنے بھائی بن یمین کو بھی ساتھ لانا، تم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ میں تمہیں غلہ پوری تول دیتا ہوں اور

باہر سے آنے والوں کے لیے بہترین مہمان نواز ہوں ۔ لیکن اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو پھر یاد رکھو نہ تمہارے لئے میرے پاس خرید وفروخت ہوگی نہ تم میرے پاس جگہ پاؤ گے۔

واپسی پر ان کی وہ پونجی جو غلہ کی خریداری کے لیے لائے تھے خفیہ طور پر ان کے سامان میں رکھوا دی ۔ گھر واپس آنے پر انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو تمام حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ دوبارہ غلہ لانے کے لیے بن یمین کو ساتھ لے جانا پڑے گا۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک اللہ کے نام پر مجھ سے عہد نہ کرو کہ اسے صحیح سالم میرے پاس لوٹاؤ گے۔ تمام بھائیوں نے عہد کیا ۔ برادران یوسف کا یہ قافلہ دوبارہ غلہ لینے کے لئے اپنے بھائی بن یمین کو ساتھ لے کر مصر روانہ ہوا ۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ (٦٩)

اور جب وہ یوسفؑ کے سامنے حاضر ہوئے تب اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور کہہ دیا کہ میں ہی تیرا بھائی ہوں' اب ان باتوں کا رنج نہ کر جو سوتیلے بھائی تیرے ساتھ کیا کرتے تھے۔

بھائی کو اپنے پاس روک لینے کی تدبیر

حضرت یوسفؑ اپنے سگے بھائی بن یمین کو اپنے پاس روک لینا چاہتے تھے۔ کسی قسم کے قانونی جواز کے بغیر وہ ایسا نہیں کرسکتے اور نہ ہی دوسرے بھائیوں پر اپنا راز افشا کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ سرقت سے متہم کرکے اسے روک لیا جائے۔ چنانچہ شاہی پیالہ بن یامین کے سامان میں چھپا دیا گیا اور تلاشی پر اس کے سامان سے برآمد ہونے پر اسے ملکی قانون کے مطابق روک لیا گیا۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۤءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۤءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۤءَ اللّٰهُ (٧٦)

پس دوسروں کی بوریوں سے تلاشی لینا شروع کی' پھر کٹورے کو برادر یوسف کے سلیتہ سے نکال لیا۔ ہم نے یوسفؑ کو یہی تدبیر بتائی تھی۔ یوسفؑ کو حق نہ تھا کہ شاہی ضابطہ کے مطابق اپنے بھائی کو پکڑ سکتا مگر یہاں تو اللہ نے ایسا چاہا۔

بن یامین پر چوری ثابت ہونے پر بھائیوں کا الزام

بن یامین کے سامان سے پیالہ برآمد ہونے پر بھائیوں نے اپنے بری الذمہ ہونے کے لیے کہا:

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (۷۷)

انہوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

حضرت یوسف کی انتہائی بردباری

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷)

یوسفؑ نے اس بات کو دل ہی میں رکھا اور اس کی بابت کچھ بھی ظاہر نہ کیا اور یہ کہا: تم بجائے خود شریر ہو اور جو بات تم کہتے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے

بھائیوں کی درخواست کہ بن یامین کے بدلے ہم سے کسی کو رکھ لیا جائے کو مسترد کرتے ہوئے حضرت یوسفؑ نے کہا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (۷۹)

خدا کی پناہ ہم تو اسے پکڑیں گے جس کے پاس ہماری چیز ہمیں ملی ہے۔ دوسرے کو ہم پکڑیں گے تو ہم خود ظالم ٹھہریں گے۔

حضرت یعقوبؑ کو بن یامین کے چوری میں پکڑے جانے کی اطلاع کی گئی لیکن آپ نے اس پر یقین نہ کیا اور فرمایا:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ (۸۳)

کہ تم لوگوں نے ایک بات بنالی ہے اب صبر ہی بہتر ہے۔

یعقوبؑ کا اللہ پر کامل توکل

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۸۶)

فرمایا میں اپنے کھلے اور چھپے رنج کی فریاد اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی جناب میں جو علم مجھے حاصل ہے وہ تم کو نہیں۔

آپ نے بیٹوں کو پھر تلاش میں مصر بھیجا۔ فرزند یعقوبؑ کے دربار میں انہوں نے اپنی حالت زار بیان کی۔ ان کے حالات سننے کے بعد یوسفؑ بے قرار ہو گئے اور فرمایا:

عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ (۸۹)

تم نے وہ بھی جانا جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے کیا تھا جبکہ تم نادان تھے۔

عزیز مصر کے اس بیان پر فرزندان یعقوبؑ سمجھ گئے کہ ایسی بات صرف خود یوسفؑ ہی کہہ سکتا ہے لہٰذا کہنے لگے:

إِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ (۹۰)

بے شک تو ہی تو یوسف ہے۔

یوسف کا اقرار

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (۹۰)

کہا: ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے بے شک جو کوئی تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت یوسفؑ کا محسنین میں ہونے کا عملی ثبوت

بھائیوں کے اعتراف جرم پر آپ نے عفو و درگزر سے کام لیا اور انہیں اللہ کی مغفرت کی امید دلائی۔

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (۹۲)

یوسفؑ نے کہا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، خدا تمہیں بخشے وہ رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔

خاندان یعقوبؑ کا مصر میں ورود اور بچھڑے ہوؤں کی ملاقات

آخر کار حضرت یوسفؑ نے اپنے والدین کو بھی بلا لیا۔ سب جمع ہو گئے تو یوسف نے والدین کو اپنے پہلو میں جگہ دی۔ پھر یوں گویا ہوئے:

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۱۰۰)

یوسفؑ نے کہا پیارے بابا! یہ ہے تاویل میرے خواب کی جو پہلے میں نے دیکھا تھا۔

میرے رب نے اسے سچا کردکھایا ۔ اللہ نے میرے ساتھ احسان فرمایا' جب مجھے زندان سے نکالا' یہ بھی مجھ پر احسان فرمایا کہ آپ کو بیابان سے یہاں لے آیا۔ جب کہ قبل ازیں شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں رنجش ڈالی تھی۔ بے شک میرا رب ان امور کا دانا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کی دعا

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (۱۰۱)

اے رب! تو نے مجھے ملک دیا اور تو نے مجھے تاویل الاحادیث کا علم سکھایا' تو آسمان و زمین کو وجود میں لانے والا ہے' تو دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے' اسلام پر میرا خاتمہ کیجیو اور مجھے صالحین کے ساتھ شامل کر دیجیو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات۔۱۱)

اے ایمان لانے والو! تمہارے مردوں میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کا ٹھٹھا اور مذاق نہ اڑائے کہ شاید وہ ان سے بہتر ہوں' نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے کو طعن و تشنیع نہ کرو اور برے و ناپسند القاب کے ساتھ ایک دوسرے کو یاد نہ کرو نیز یہ بات تو بہت ہی بری ہے کہ کسی شخص پر ایمان کے بعد کفر کا نام (الزام) رکھو اور جو توبہ نہ کریں وہی تو ظالم ہیں۔